13749-کیا دادي کا والدین کی موجودگی میں اپنے پوتوں کے لیے وصیت کرنا جائز ہے

سوال

احکام وراثت کے متعلق سوالات :

میري والدہ کو طلاق ہوئی اور انہوں نے دوبارہ شادي کرلی، اور انہیں پہلی شادي کی بنا پر نہ کہ دوسري سے کچھ مال حاصل ہوا جو وہ اپنے عزیز واقارب کے لیے چھوڑ جائیں گی.

1-میري والدہ کا صرف ایک ہی بیٹا ہے (پہلے خاوند سے میں ہی اکیلا ہی بیٹا ہوں) اور خاوند اور دو پوتے اور کئی ایک بہن بھائی ہیں ان میں سے ایک بھائی اسی ملک میں جہاں میري والدہ رہتی ہیں رہائش پذیر ہے (امریکہ میں)

2-وراثت کے احکام کی جو مجھے معلومات ہیں اس کے مطابق میري والدہ کو یہ حق ہے کہ وہ ایک تہائی سے زیادہ کسی بھی راہ میں جسے وہ مناسب سمجھیں اور وہ اسلام کے مخالف نہ ہوں میں تقسیم کرسکتی ہیں.

اس ایک تہائی (یا اس سے کم) کی تقسیم کے بعد میرے علم کے مطابق اس کا نصف بیٹے کے لیے اور چوتھا حصہ موجودہ خاوند کے لیے ملے گا، توکیا یہ صحیح ہے ؟

3-کیا اس کے علاوہ بھی کوئی رشتہ دار ہے جو میري والدہ کا وارث بنے گا ؟

میري والدہ نے تہیہ کررکھا ہے کہ وہ اپنی ممتلکات کو دو قسموں میں تقسیم کریں گی، ایک قسم میرے لیے اور دوسري قسم اپنے دونوں پوتوں کے لیے، لیکن میں نے انہیں بتایا ہے کہ میں یہ تاکید کرنا چاہتا ہوں کہ آیا آپ کا یہ فعل اسلامی طریقہ کے مطابق صحیح ہے کہ نہیں، اسی بنا پر میں یہ سوال کررہا ہوں ؟

پسندیدہ جواب

الحمد للہ

اس سوال میں کئی ایک بحثیں ہیں :

اول :

اس حالت میں وراثت میں کون حق رکھتا ہے :

ماں باپ، خاوند بیوي، اور بیٹے اگر یہ موجود ہوں تو کوئی بھی محروم نہیں ہوگا، بلکہ ان میں سے ہر ایک اللہ تعالی کی جانب سے مقرر کردہ حصہ حاصل کرے گا، اور اگر بیٹوں کے ساتھ بیٹیاں بھی ہوں تو عصبہ کی بنا پر دو لڑکیوں مثل ایک لڑکا کے حساب سے وارث بنیں گی.

اور آپ کے اس مسئلہ میں مندرجہ ذیل ورثاء کا وراثت میں حق ہے :

خاوند : بیٹا موجود (فرع وارث) ہونے کی بنا پر خاوند کو چوتھا حصہ ملے گا .

بیٹا : باقی ترکہ اسے ملے گا کیونکہ وہ عصبہ ہونے کی بنا پر وارث بن رہا ہے .

بہن اور بھائی : بیٹا موجود ہونے کی بنا پر یہ محروم رہیں گے اور ان کا وراثت میں کوئی حق نہیں ہوگا .

دوم :

وارث کے لیے وصیت کا حکم :

کسی بھی وارث کے لیے وصیت کرنا جائز نہیں کیونکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے کہ آپ نے فرمایا :

(بلاشبہ اللہ تعالی نے ہر حقدار کو اس کا حق ادا کر دیا ہے اور وارث کے لیے وصیت نہیں) سنن ترمذي الوصايا (2047) علامہ البانی رحمہ اللہ تعالی نے سنن ابوداود (1722) میں اسے صحیح قرار دیا ہے .

شیخ تقی الدین کہتے ہیں (اس پر امت متفق ہے)

لیکن اگر ورثاء اس کی اجازت دے دیں تو اس حالت میں وصیت صحیح ہوگی اور یہ وصیت ان کی اجازت پر موقوف ہوگی .

سوم :

وصیت معتبر ہونے کا وقت :

وصیت موت کی حالت میں معتبر ہوگی .

امام موفق کہتے ہیں : موت کی حالت میں وصیت معتبر ہونے کے بارہ میں اہل علم کے مابین اختلاف ہونے کا ہمیں کوئی علم نہیں . دیکھیں : الملخص الفقهي للفوزان (174/2) .

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ تعالی کہتے ہیں : علماء اس پر متفق ہیں کہ جس کے لیے وصیت کی گئی ہے وہ وصیت کرنے والے کی موت کے دن وارث شمار ہوگا ، حتی کہ اگر اس نے اپنے بھائی کے لیے وصیت کی ہو وہ اس طرح کہ وصیت کرنے والے کا کوئی بیٹا نہ ہو جو مذکورہ بھائی کو محروم کر دے تو اس کی موت سے قبل بیٹا پیدا ہو گیا تو وہ بھائی کو محروم کر دے گا تو مذکورہ بھائی کے لیے وصیت صحیح ہے ، اور اگر اس نے بھائی کے لیے وصیت کی اور وصیت کرنے والے کا بیٹا تھا تو وہ بیٹا وصیت کرنے والے کی موت سے قبل فوت ہو گیا تو یہ وصیت وارث کے لیے ہے . اھ

تو اس بنا پر آپ کی والدہ کے لیے اپنے پوتوں (آپ کی اولاد) کے لیے وصیت کرنی جائز ہے جب تک ان کا وصیت میں کوئی حق نہیں ، اور اسی طرح وہ اپنے بہن بھائیوں کے لیے بھی وصیت کر سکتی ہے لیکن اس میں شرط یہ ہے کہ وہ وصیت ایک تہائی سے زیادہ نہ ہو کیونکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے :

(ایک تہائی اور ایک تہائی حصہ بہت ہے) صحیح بخاري الوصايا (2538) .

رہا مسئلہ زندگی میں ہی عطیہ کرنا تو یہ ہبہ وہدیہ ہے اس کی تفصیل معلوم کرنے کے لیے آپ سوال نمبر (10447) کے جواب کا ضرور مطالعہ کریں.

واللہ اعلم.